7 ذُوالقعدۃ الحرام ۱۴۴۱ھ کو ہونے والے مدنی مذاکرے کا تحریری گلدستہ

ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنّت (قسط: 54)

اِصلاح کرنے کا دُرست اَنداز

ملفوظات:

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی، حضرت علامہ مولانا ابوبلال

محمد الیاس عطّار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ

پیشکش:

مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

(شعبہ فیضانِ مدنی مذاکرہ)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اِصلاح کرنے کا دُرُست اَنداز[1]

شیطان لاکھ سُستی دِلائے یہ رِسالہ (۲۴ صفحات) مکمل پڑھ لیجیے اِنْ شَآءَ اللّٰہ معلومات کا اَنمول خزانہ ہاتھ آئے گا۔

دُرُود شریف کی فضیلت

فرمانِ مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: جسے یہ پسند ہو کہ اللہ پاک کی بارگاہ میں پیش ہوتے وقت اللہ پاک اس سے راضی ہو اُسے چاہیے کہ مجھ پر کثرت سے دُرُودِ پاک پڑھے۔[2]

اِصلاح کرنے کا دُرُست اَنداز

سُوال: اگر کسی سے غَلَطی ہو جائے تو اس کی اِصلاح کرنے کا دُرُست اَنداز کیا ہے؟[3]

جواب: اگر کسی پر غَلَطی کرنے والے کی اِصلاح کرنا فرض یا واجب ہو ہی جائے تو یہ بات ذہن میں رہے کہ کسی کو ذَلیل و رُسوا کر کے اِصلاح نہیں ہوتی۔ ظاہر ہے قاضی کے اِصلاح کرنے کا اَنداز الگ ہے، عالِم کا الگ اور حاکم کا الگ، لیکن آج کل تو سارے ہی حاکم بن گئے ہیں اور بغیر دھار کی تلواریں لے کر ٹوٹ پڑے ہیں۔ سب کے سامنے سمجھانے سے اِصلاح تو کیا ہو گی اُلٹا ضِد پیدا ہو سکتی ہے۔ سوشل میڈیا کے ذَریعے اِصلاح کرنے والے کو 786 بار سوچنا چاہیے اور غور کرنا چاہیے کہ اگر یہی حالت میری ہوتی اور مجھ سے کوئی بھول ہو جاتی تو کیا ہوتا؟ یاد رکھیے! بھول یا غَلَطی سب سے ہوتی ہے، سِوائے اَنبیائے کِرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے کیونکہ یہ مَعْصُوم ہستیاں ہیں۔ دِیگر اِنسانوں سے سبقتِ لِسانی کی وجہ سے زبان سے کچھ نکل جاتا ہے، بولنا کچھ چاہتے ہیں اور نکل کچھ جاتا ہے۔ خاص طور پر مُقَرِّرِین اور مُبَلِّغِین اگر یہ بے چارے اَلفاظ کا صحیح

---

1 ...... یہ رِسالہ ۱۷ ذُوالْقَعْدَۃِ الْحَرام ۱۴۴۰ھ بمطابق 20 جولائی 2019 کو عالمی مَدَنی مَرکز فیضانِ مدینہ کراچی میں ہونے والے مَدَنی مذاکرے کا تحریری گلدستہ ہے، جسے اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَّۃ کے شعبے "فیضانِ مَدَنی مذاکرہ" نے مُرَتَّب کیا ہے۔ (شعبہ فیضانِ مَدَنی مذاکرہ)

2 ...... فردوس الاخبار، باب المیم، ۲/ ۲۸۴، حدیث: ۶۰۸۳ دار الفکر بیروت۔

3 ...... یہ سُوال شعبہ فیضانِ مَدَنی مذاکرہ کی طرف سے قائم کیا گیا ہے جبکہ جواب امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا عطا فرمودہ ہی ہے۔ (شعبہ فیضانِ مَدَنی مذاکرہ)

اِنتخاب نہ کرسکنے کی وجہ سے کچھ کا کچھ بول جاتے ہیں، لہٰذا اگر کوئی یہ سُن لے تو اس کو ریکارڈ کرلے اور ان کو بتائے کہ آپ نے یہ بات کہی تھی۔ ہو سکتا ہے وہ سر پکڑ لیں کہ ہم نے یہ بات کب بولی ہے تو پھر ان کو ان کی ریکارڈنگ بھیجیں کہ اس میں آپ یہ بول رہے ہیں، اگر وہ سعادت مند ہوئے تو کان پکڑ لیں گے اور کہیں گے: ”افسوس! میرے منہ سے یہ کیا نکل گیا“ اور خود ہی توبہ کرلیں گے۔ نیز توبہ کے ساتھ ساتھ اِزالہ بھی بنتا ہوا تو وہ بھی کرلیں گے۔

اگر توبہ و اِزالہ کرنا ان کے لیے ضروری ہوا لیکن بالفرض انہوں نے نہ کیا تو اب آپ کے ہاتھ میں ڈنڈا کس نے دیا ہے کہ اسے اُٹھا کر قاضیِ اِسلام بن جائیں اور انہیں توبہ پر مجبور کریں؟ ایسا کرنے والے پر خود کس کس طرح توبہ واجب ہو رہی ہے اس پر بھی غور کرلیا جائے کیونکہ اس پر فرض نہیں ہے کہ یہ کسی کو توبہ پر مجبور کرے۔ اس پر شرعی حکم بتا دینا کافی ہے۔ سوشل میڈیا پر ایسی حرکتیں کرنے والے لوگ ہماری باتیں سنتے پڑھتے بھی تو نہیں۔ بس ان کا یہی ذہن ہوتا ہے کہ کوئی بھول کرے اور ہمارے ہاتھ چڑھ جائے اور پھر ہم اس کو نانی یاد دِلا دیں۔ اگر میری زبان سے کبھی کچھ ایسا نکل گیا ہوگا تو اگلے دِن میری خیر نہیں ہے۔ یہ لوگ سوشل میڈیا پر میرا ابھی تماشا بنا دیں گے۔ اگرچہ میں ان جھگڑوں میں نہیں پڑتا لیکن پھر بھی میرے خلاف بھی باتیں ہوتی ہیں۔ اب میں ان کو کیا جواب دوں؟ ہاں! جب شریعت حکم دے تو وضاحت کرنی چاہیے لیکن فضول بحثوں سے کیا فائدہ؟ اس سے بہتر ہے کہ ایک بار سُبْحٰنَ اللّٰہ یا اَلْحَمْدُ لِلّٰہ یا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ یا پھر اَللّٰہُ اَکْبَر کہہ لیا جائے تا کہ جنَّت میں ہمارے نام کا ایک دَرخت لگ جائے(1) جب ہمارے نام کا درخت جنَّت میں لگے گا تو ہم دوزخ میں کیوں جائیں گے؟ اِنْ شَآءَ اللّٰہ ہم پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے صَدقے جنَّت میں اس دَرخت سے نفع اُٹھانے کے لیے پہنچیں گے۔ ہمیں چاہیے کہ کرنے والے کام کریں ورنہ نہ کرنے والے کاموں میں پڑ جائیں گے۔

امیرِ اہلِ سنّت کا اِصلاح کرنے کا انداز

سُوال: اگر واقعی کسی سے غَلَطی ہو جائے تو آپ اس کی اِصلاح کیسے کرتے ہیں؟(2)

---

1 ...... ترمذی، کتاب الدعوات عن رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، باب ت ۶۰، ۵/ ۲۸۶، حدیث: ۳۴۷۳ دار الفکر بیروت۔

2 ...... یہ سُوال شعبہ فیضانِ مَدَنی مذاکرہ کی طرف سے قائم کیا گیا ہے جبکہ جواب امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا عطا فرمودہ ہی ہے۔ (شعبہ فیضانِ مَدَنی مذاکرہ)

جواب: بعض اوقات مجھے کسی کی اِصلاح کرنی ہوتی ہے تو میں اس کو Voice Message کرتا ہوں لیکن ظاہر ہے ہر ایک کا فون نمبر میرے پاس نہیں ہوتا تو جس اسلامی بھائی کے ذَریعے متعلقہ شخص تک پیغام بھیجنا ہوتا ہے تو اسے کہہ دیتا ہوں کہ یہ پیغام آپ بغیر سنے فُلاں کو Forward کر دیں (یعنی بھیج دیجئے)۔ اس میں یہی مقصد ہوتا ہے کہ کسی بھی اسلامی بھائی کی غَلَطی دوسرے کو کیوں پتا چلے اور اس کو بھیجا گیا پیغام کوئی اور کیوں سنے؟ جب غَلَطی کرنے والے کو اس اِحتیاط کے بارے میں پتا چلے گا تو اس کے دِل میں کتنی خوشی داخل ہو گی کہ میرا کتنا پَردہ رکھتے ہیں اور یوں اس کی محبت میں کتنا اِضافہ ہوتا ہو گا؟ جس اسلامی بھائی کے ذَریعے میں پیغام بھجواتا ہوں وہ بھی دیانت دار ہوتے ہیں سوشل میڈیا کے رف کھلاڑی نہیں ہوتے میرا حُسنِ ظَن ہے کہ ان کو اگر یہ کہہ دیا جائے کہ آپ نے یہ پیغام نہیں سننا تو وہ مَر جائیں گے مگر وہ Voice Message نہیں سنیں گے۔

میری غَلَطی پر مجھ سے پرسنل میں رابطہ کیجیے

چونکہ میں اِنسان اور خطا کا پُتلا ہوں، مَعْصُوم نہیں۔ مَعْصُوم صرف اَنبیا اور فرشتے عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ہوتے ہیں لٰہذا اگر میری کوئی غَلَطی دیکھیں تو مہربانی کر کے مجھ سے پرسنل میں رابطہ فرمائیں سوشل میڈیا کا سہارا مَت لیں کہ میں عزت دار آدمی ہوں اور عزت دار آدمی ڈرتا ہے اور اپنی عزت کی حفاظت چاہتا ہے جبکہ جو عزت دار نہیں ہوتا وہ کہتا ہے: "ارے ہم کسی کے باپ سے نہیں ڈرتے جو چاہو کر لو!" لیکن میں ایسا نہیں ہوں میری عزت رکھ لیجیے گا اللہ پاک دُنیا میں بھی آپ کی عزت رکھے گا اور قیامت کے دِن بھی آپ کی عزت رکھے گا۔ میری غَلَطی پر مجھ سے پرسنل میں رابطہ کیجیے گا۔ عُلَمائے کِرام کَثَّرَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام سے مشاورت کے بعد اگر واقعی میری شرعی غَلَطی ہوئی تو اِنْ شَآءَ اللہ مجھے شکریہ کے ساتھ رُجوع کرتا پائیں گے۔

اچھی وِیڈیوز دیکھتے ہوئے گناہوں بھری وِیڈیوز تک پہنچ جانا

سُوال: میں گناہوں بھری وِیڈیوز (Videos) سے بچ نہیں پاتا، ہاں! جب کسی قسم کی وِیڈیو نہ دیکھوں تو بچ جاتا ہوں لیکن جب اچھی وِیڈیوز دیکھتا ہوں تو گناہوں بھری وِیڈیوز تک پہنچ جاتا ہوں، ان سے کس طرح بچوں؟

جواب: اگر سوشل میڈیا اِستعمال کرتے ہوئے غَلَط بٹن دب جائے تو آدمی آگے پیچھے نکل جاتا ہے اس وقت فوراً اس کو Cancel کر دینا چاہیے جیسا کہ غیر اِرادی طور پر کسی عورت پر نظر پڑ جائے تو فوراً نظر پھیر لینے کا حکم ہے اگر اب بھی دیکھتا رہے گا تو گناہ کی صورت بنے گی۔ زیادہ بہتر یہی ہے کہ سوشل میڈیا اِستعمال ہی نہ کیا جائے کیونکہ گناہ سے بچنے کے لیے گناہوں کا سبب دور کرنا پڑے گا اور یہ سوشل میڈیا گناہوں سے بھرا ہوا ہے۔ جب میں نے YouTube کا نام سنا تھا تو نگرانِ شُوریٰ کہنے لگے کہ اس کا نام بھی کسی کو نہیں بتانا چاہیے ورنہ وہ اسے تلاش کرنا شروع کر دے گا لیکن آج کل تو YouTube کے بارے میں بچے بچے کو پتا ہے حالانکہ یہ ایسی گندی ٹیوب ہے کہ خدا کی پناہ، اس میں واقعی بہت زیادہ تباہی ہے۔ گویا اس میں ایک کروڑ ناپاک قطروں کے مقابلے میں ایک آدھ قطرہ پاک ہو گا۔ مجھے تو YouTube تک پہنچنے کا طریقہ اور اس کا اِستعمال کرنے کا تجربہ بھی نہیں ہے کیونکہ سوشل میڈیا کے ساتھ میرا تعلق WhatsApp کی حَد تک ہے وہ بھی صرف اتنا کہ اس کے ذَریعے کسی سے تَعْزِیَت یا عیادت کر لیتا ہوں۔ اپنے بال بچوں سے کوئی بات یا مشورہ ہو جاتا ہے۔ عید اور جمعہ کے موقع پر مُبارک باد دیتا ہوں یا پھر ویسے ہی دُعا سلام کا سلسلہ کر لیتا ہوں۔ بسا اوقات حاجی امین کا پیغام آ جاتا ہے کہ ”میں فلاں جگہ پر ہوں اور ذِمّہ داران بھی موجود ہیں یہ سلام کہہ رہے ہیں آپ انہیں دُعا دیدو۔“ جوابِ سلام کے بعد اگر ذہن بنتا ہے تو ان کو قافلوں اور دِیگر نیک کاموں کی دعوت دیتا ہوں یا فقط ان کے لیے دُعا کر دیتا ہوں۔ میرا تو WhatsApp کا بس اتنا ہی اِستعمال ہے۔ اللہ پاک مجھے اچھی اچھی نیتیں نصیب فرمائے، اگر میں گناہوں سے بچ جاؤں تو یہ میرے لیے جنّت میں لے جانے کا سامان ہے۔

سوشل میڈیا خطرے کی گھنٹی

(نگرانِ شُوریٰ نے فرمایا:) سوشل میڈیا بہت خطرناک چیز ہے اس کے بارے میں خود کو خوش فہمی میں نہیں رکھنا چاہیے نہ اس کی طرف سے اپنی ذات کے بارے میں خوش فہمی میں مبتلا ہونا چاہیے کیونکہ اگر کوئی اِبتدائی طور پر اس سے بچ بھی جائے تو یہ اسے گھسیٹ کر لے جاتا ہے اور کہیں نہ کہیں بُرائی میں پھنسا دیتا ہے۔ کئی ایسے لوگ ہیں جن کو اس نے ایسا پھنسایا کہ اللہ کی پناہ۔ اللہ پاک دُنیا و آخرت میں ہماری عزت کی حفاظت فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

سوشل میڈیا پر عقلوں کی نیلامی

(امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے فرمایا:) واقعی اِس سوشل میڈیا سے مال بھی لُٹ رہے ہیں آبرو (عزت) بھی لُٹ رہی ہے اور بھی بہت کچھ ہو رہا ہے یوں سمجھیے کہ لوگ اس پر اپنی عقلیں نیلام کر رہے ہیں، اپنے وقار کی دھجیاں بکھیر رہے ہیں، دیکھنے میں اچھے خاصے سُلجھے ہوئے معلوم ہوتے ہیں مگر جب سوشل میڈیا پر ان کی کوئی تحریر یا کوئی بات آجائے تو سارے امپریشن کا کُنڈا ہو جاتا ہے۔ سوشل میڈیا پر یہ سب ہوتا ہے لہٰذا اپنی عزت کی سلامتی اسی میں ہے کہ سوشل میڈیا سے دور ہی رہا جائے۔

سوشل میڈیا عزت کی دھجیاں اُڑانے کا ذریعہ

سوشل میڈیا پر کسی کی غَلَطی ہاتھ آجائے تو اس طرح کے لوگ اپنا کام سنبھال لیتے ہیں اور سب کے سامنے اس بے چارے کی اِصلاح کر رہے ہوتے ہیں حالانکہ اسے معلوم ہی نہیں ہوتا کہ اس کی غَلَطی کیا تھی؟ یہ لوگ اس کی بات میں سے مختلف زاویے نکال کر اس کی غَلَطیاں بیان کر رہے ہوتے ہیں پھر ان کے ساتھ مزید ایسے لوگ شامل ہو جاتے ہیں جو اپنے سُر ملانا شروع کر دیتے ہیں اور یوں بے چارے غَلَطی کرنے والے کے جھنڈے چڑھ جاتے ہیں اور اس کی اِصلاح بھی نہیں ہو پاتی۔ حضرتِ سَیِّدَتُنا اُمِّ دَرداء رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا فرماتی ہیں: جس نے کسی کے عیب کی الگ سے اِصلاح کی اس نے اسے سُدھار دیا اور جس نے کسی کے عیب کی سب کے سامنے اِصلاح کی اس نے اسے بگاڑ دیا۔[1] حضرتِ سَیِّدُنا امام شافعی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جس نے کسی کی اکیلے میں اِصلاح کی گویا اس نے اسے زینت دی اور جس نے کسی کی سب کے سامنے اِصلاح کی اس نے اسے داغدار کر دیا۔[2] بہتر یہ ہے کہ جس کی غَلَطی ہو اس کی الگ سے اِصلاح کی جائے یوں اس کو اچھا بھی لگے گا اور ندامت بھی ہو گی اور بات بھی جلدی سمجھ آئے گی۔ اگر عَلَی الْاِعْلَان اِصلاح کی کوشش کریں گے تو شیطان اس کو ضد میں مبتلا کر سکتا ہے جس کی وجہ سے وہ اپنی غَلَطی کو دُرُست ثابت کرنے کے لیے مزید 10 غَلَطیاں اور کرے گا۔

---

1 ...... شعب الایمان، باب فی التعاون علی البر و التقوی، ۶/ ۱۱۲، حدیث: ۷۶۴۱ دار الکتب العلمیۃ بیروت۔

2 ...... حلیۃ الاولیاء، الامام الشافعی، ۹/ ۱۴۹، حدیث: ۱۳۴۶۴ دار الکتب العلمیۃ بیروت۔

اہلِ عِلم اور سوشل میڈیا کا جال

واقعی سوشل میڈیا کی وجہ سے بہت بگاڑ ہو رہا ہے۔ اچھے اچھے لوگ جو اہلِ عِلم کہلاتے ہیں یہ بھی اس میں پھنستے نظر آرہے ہیں خُدا جانے ان کو کیا ہو گیا ہے؟ پتا نہیں ان کے پاس کوئی اور کام ہے یا نہیں؟ انہیں چاہیے کہ اپنا دَرس و تدریس کا سلسلہ جاری کریں اور اپنی اپنی مَساجد سنبھالیں کہ یہ لوگ محراب و منبر کی زینت اور اُمّت کے راہ نما ہیں۔ میں بھی سوشل میڈیا کا ایک فرد ہوں لیکن اِس طرح کے بحث و مباحثے میں پڑنے کیلئے میرے پاس وقت نہیں ہوتا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! میرے پاس بہت سارے دِین کے کام ہیں۔ اِسی طرح یہ لوگ کرنا چاہیں تو ان کے لیے کرنے والے بہت سارے کام موجود ہیں، اللہ پاک انہیں ہدایت دے۔ مجھے تو کبھی کبھی یہ حدیثِ پاک یاد آتی ہے کہ فتنہ سویا ہوا ہے اسے جگانے والے پر خُدا کی لعنت ہے۔[1] آج کل خواہ مخواہ ایک شوشا چھوڑ کر اُمّت میں فتنہ پیدا کر دیا جاتا ہے، کسی کی پُرانی بات بھی ہاتھ لگ جائے تو شروع ہو جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو نہ خُدا کا خوف ہے نہ قیامت کا اِحساس کہ ہم وہاں کیا جواب دیں گے؟

سُنی سُنائی بات آگے مَت پھیلایئے

بعض لوگ تو صرف سُنی سُنائی بات پر ہی شروع ہو جاتے ہیں جبکہ مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ کسی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ ہر سُنی سُنائی بات کو آگے بڑھا دے۔[2] یہ لوگ بھی ایسا ہی کر رہے ہوتے ہیں اور اسی پر ریت کا پورا محل بناتے ہیں اور یہ محل اچانک گر جاتا ہے لہٰذا میں اہلِ محبت اور عاشقانِ رَسول سے دَرخواست کرتا ہوں کہ سوشل میڈیا پر ہونے والے گناہوں سے کنارہ کشی اِختیار کریں۔

کسی کا مذاق اُڑانے والے خود مذاق بن جاتے ہیں

سُوال: آج کل کسی کا مذاق اُڑانے کی ویڈیو بنا کر سوشل میڈیا پر ڈال دی جاتی ہے، ایسا کرنا کیسا؟[3]

---

1 ...... جامع صغیر، حرف الفاء، فصل فی المحلی بأل من ھذا الحرف، ص ۳۷۰، حدیث: ۵۹۷۵ دار الکتب العلمیۃ بیروت۔

2 ...... مسلم، باب النھی عن الحدیث بکل ما سمع، ص ۱۷، حدیث: ۷ دار الکتاب العربی بیروت۔

3 ...... یہ سُوال شعبہ فیضانِ مَدَنی مذاکرہ کی طرف سے قائم کیا گیا ہے جبکہ جواب امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا عطا فرمودہ ہی ہے۔ (شعبہ فیضانِ مدنی مذاکرہ)

جواب: ایک مُحاورہ ہے: ”مَنْ ضَحِكَ ضُحِكَ یعنی جو ہنستا ہے اس پر ہنسا جاتا ہے۔“ یاد رکھیے! آج ہم کسی کا مذاق اُڑا رہے ہیں کل ہم بھی پکڑ میں آسکتے ہیں۔ پھر لوگ ہم پر بھی ہنس رہے ہوں گے اس وقت جو ناک کٹے گی تو بہت بُرا ہو گا۔ اللہ کرے دِل میں اُتر جائے میری بات۔ ذرا غور کیجیے کہ مسلمانوں کے عیب چُھپانے کی ترغیب پر تو بہت ساری اَحادیثِ مُبارَکہ ہیں کیا عیب اُچھالنے کی پذیرائی پر بھی کوئی حدیث ہے؟ البتہ فاجر کے متعلق حدیثِ پاک میں ہے کہ فاجر کو مشہور کرو۔ یعنی ایسا شخص جس کے کام سے لوگوں کو نقصان پہنچ رہا ہو تو اس کو اس کام کے ذَریعے مشہور کرو تاکہ لوگ اس سے بچ سکیں۔[1] مثلاً کوئی Cheater (دھوکے باز) شخص ہے، لوگوں کے پیسے کھا جاتا ہے اور آپ کو معلوم ہے کہ یہ اب فُلاں شخص پر ہاتھ مار رہا ہے تو اسے جا کر اِطلاع کر دیں کہ دیکھو! یہ 99 اَفراد کے پیسے کھا کر بیٹھا ہے ایسا نہ ہو کہ تم پر سینچری پوری کر دے، اس سے بچ کر رہنا۔ اس حد تک کسی کی بُرائی عام کرنے کی اِجازت ہے، یہ نہیں کہ ہر بات کو دھوم دھام سے سوشل میڈیا پر لے آؤ۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں:

رزقِ خُدا کھایا کیا فرمانِ حق ٹالا کیا

شرمِ نبی خوفِ خُدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں (حدائقِ بخشش)

مسلمان کی عزت و عظمت

اللہ پاک ہم سب کو اپنا حقیقی خوف عطا فرمائے اور مسلمانوں کے عیب چُھپانے والا بنائے۔ یاد رکھیے! جو دُنیا میں مسلمان کا عیب اُچھالے گا قیامت کے دِن اللہ پاک اس کے عیب کھولے گا۔ بعض اوقات دُنیا میں بھی عیب کھل جاتے ہیں اور وہ شخص بے آبرو ہو جاتا ہے لہٰذا مسلمان کی عزت کو اپنی عزت سے بھی زیادہ اَہمیت دینی چاہیے۔ میرے آقا، مکی مَدَنی مصطفےٰ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم پر میری جان قربان اور میری آنے والی نسلیں بھی قربان آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ایک بار کعبہ کی طرف ہاتھ اُٹھا کر فرمایا: اے کعبہ! مسلمان کی عزت تجھ سے بڑھ کر ہے۔[2] تو جس مسلمان کی عزت کعبے

---

1 ...... شعب الایمان، التاسع والستون، باب فی الستر علی اصحاب القروف، ۷/ ۱۰۹، حدیث: ۹۶۶۶ ماخوذاً۔

2 ...... ابن ماجه، ابواب الفتن، باب حرمة دم المومن وماله، ۴/ ۳۱۹، حدیث: ۳۹۳۲ دار المعرفة بیروت۔

سے بڑھ کر ہو، کیا سوشل میڈیا پر اس کی دھجیاں بکھیری جاتی ہیں؟ جب بھی کسی پر تنقید کرنے کا ذہن بنے تو میری ان گزارشات کو ذہن میں لائیے گا کہ یہ کیا کہہ رہا تھا اور ہم کیا کر رہے ہیں؟ اگر آپ کسی کے بارے میں Text Message کرنا چاہیں تو ہاتھ روک لیجیے گا، Voice Message کرنے لگیں تو زبان کا قفلِ مدینہ لگا لیجیے گا بولیے گا نہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کے دو لفظوں سے کسی مسلمان کی عزت کی دھجیاں اُڑ جائیں اور آپ دُنیا و آخرت میں رُسوا ہو جائیں۔ اللہ پاک ہمیں عیب اُچھالنے کے بجائے عیب چُھپانے والا بنائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

دعوتِ اسلامی والے سوشل میڈیا پر جوابی کاروائی کیوں نہیں کرتے؟

سُوال: جو لوگ سوشل میڈیا پر آپ یا دعوتِ اسلامی پر بے جا تنقید کرتے ہیں، ان کے خلاف جوابی کاروائی کیوں نہیں کی جاتی؟[1]

جواب: منہ میں زبان ہم بھی رکھتے ہیں۔ سوشل میڈیا کے رَف سُوالوں کا جواب دینے والے ہمارے پاس بھی ہیں مگر ان کے رَف جوابات کو ہم نے سیل کر دیا ہے کیونکہ ہمیں یہ کام نہیں کرنا۔ ہمیں وہی کرنا ہے جو اللہ پاک اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا حکم ہے اور قرآن و حدیث کی روشنی میں کرنا ہے۔ رَف اَنداز ہمیں نہیں اپنانا بھلے لوگ ہمیں کہیں کہ تم لوگ ہار گئے۔ ہاں! ہم ہار گئے بلکہ ہم پہلے سے ہی ہارے ہوئے ہیں ہم نے کب کہا کہ ہم جیتے ہوئے ہیں؟ اللہ پاک راضی ہو جائے تو جیت ہی جیت ہے لہٰذا ہمیں اللہ پاک کو راضی کرنے والے کام کرنے چاہئیں اور حُسنِ اخلاق کے ساتھ دوسروں کی اِصلاح کرنی چاہئے۔ یہ بھی ذہن میں رکھیے کہ ہم پر ہر ایک کی اِصلاح کرنا واجب نہیں ہے، نہ اللہ پاک نے ہم کو یہ منصب دیا ہے کہ ہم ایک ایک کی اِصلاح کریں۔ حضراتِ اَنبیائے کِرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام حُسنِ اَخلاق کے ساتھ اعلیٰ دَرَجے کی تبلیغ فرمایا کرتے تھے، جہاں ضَرورت پڑتی وہاں سختی فرماتے اور کوئی بھی کام اللہ پاک کی اِجازت کے بغیر نہیں کرتے تھے۔ ہم پر کون سی وحی آرہی ہے کہ ہم نے فُلاں فُلاں کی اِصلاح کر کے ہی رہنا ہے۔ اللہ پاک سارے مسلمانوں پر رحم فرمائے اور ان کے صَدقے ہمارے حال پر بھی رحم فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

---

1 ...... یہ سُوال شعبہ فیضانِ مَدَنی مذاکرہ کی طرف سے قائم کیا گیا ہے جبکہ جواب امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا عطا فرمودہ ہی ہے۔ (شعبہ فیضانِ مَدَنی مذاکرہ)

نرمی کے ساتھ اکیلے میں اِصلاح کیجیے

سوشل میڈیا اِستِعمال کرنے والے جتنے بھی عاشقانِ رَسُول ہیں وہ اپنے کو قابو میں رکھیں۔ سوشل میڈیا پر بعض اوقات کسی کی اِصلاح کرنے کا ایسا رَف اَنداز ہوتا ہے کہ کیا بتایا جائے؟ موٹی موٹی گالیاں تک دے رہے ہوتے ہیں۔ یاد رکھیے! جب تک اَندازِ گفتگو اور اَندازِ تحریر میں نرمی نہیں ہو گی اس سے اِصلاح نہیں ہو سکتی، اِصلاح کرنا چاہتے ہیں تو نرمی کے ساتھ اکیلے میں اِصلاح کیجیے۔ البتہ اگر شریعت واجب کرتی ہے کہ عَلَی الْاِعْلَان اس کی اِصلاح کرو! تو ٹھیک ہے سوشل میڈیا آپ کے لیے حاضر ہے لیکن یہ مشکل ہے کہ شریعت کسی کو عَلَی الْاِعْلَان اِصلاح کرنے کی اِجازت دے لیکن یہاں تو مُعاملہ ایسا ہے گویا سب کو اِجازت ملی ہوئی ہے کہ جو جیسا چاہے کرے۔ شیطان شاید میری ان باتوں پر قہقہے لگا کر ہنس رہا ہو کہ تو جتنا بھی زور لگا لے جو میرے دوست ہوں گے وہ تیری ان باتوں میں بھی کچھ نہ کچھ نکال لیں گے اور مجھے خوش کر دیں گے اور میں ان کو کان پکڑ کر ساتھ لگاؤں گا۔ تو اے عاشقانِ رَسُول! میں نہیں چاہتا کہ شیطان کسی کا کان پکڑے بلکہ میں چاہتا ہوں کہ ہم سب شیطان سے اپنا کان، ہاتھ اور دامن چُھڑا کر پیارے مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دامن سے لپٹ جائیں کیونکہ!

دامنِ مصطفےٰ سے جو لپٹا یگانہ ہو گیا
جس کے حضور ہو گئے اس کا زمانہ ہو گیا

اور اِنْ شَآءَ اللہ....

خُلد میں ہو گا ہمارا داخِلہ اِس شان سے
یَارَسُوْلَ اللہ کا نعرہ لگاتے جائیں گے

بارش میں طواف کرنے کی نیت اور فضیلت

سُوال: کیا بارش میں طواف کرنا فضیلت کا باعث ہے؟

جواب: بَرسات میں طواف کرنا بڑی سعادت کی بات ہے لیکن نیت دیکھی جائے گی کہ بَرسات میں طواف کیوں کیا جا رہا

ہے؟ اگر کوئی اِس لیے بارش میں طواف کرتا ہے کہ بارش میں طواف کرنے میں مزہ آئے گا، سب کو بتاؤں گا کہ میں نے بارش میں طواف کیا تھا جس کی وجہ سے میرے کپڑے بھیگ گئے تھے، میں تو دوبار پھسل کر گرا بھی تھا مگر پھر بھی طواف کرتا رہا تو اب اگر کوئی اِس طرح کی باتیں بنانے کے لیے بارش میں طواف کرتا ہے تو وہ دیکھ لے کہ اسے کتنا ثواب ملے گا اور کیا فضیلت حاصِل ہو گی؟ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اگر لوگوں کو اِس طرح کی کوئی سعادت مل جائے تو وہ اس کا ڈنکا بجاتے رہتے ہیں۔

اگر کسی نے اللہ پاک کی رِضا پانے کے لیے بارش میں طواف کیا تو اب چاہے اُسے بارش سے پریشانی بھی ہو رہی ہو اور ظاہر ہے پریشانی ہوتی بھی ہے لیکن وہ اس نیت سے بارش میں طواف کرتا ہے تاکہ مجھے ثواب ملے، بارش میں طواف کرنے کی فضیلت حاصِل ہو تو ایسے کی بات کچھ اور ہے! میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ فرماتے ہیں: حَرم شریف پہنچتے پہنچتے بارش شروع ہو گئی تو مجھے یہ حدیث یاد آئی کہ جو مینہ برستے میں یعنی بارش برستے میں طواف کرے وہ رَحمتِ اِلٰہی میں تیرتا ہے تو میں نے فوراً سنگِ اَسود یعنی حجرِ اَسود کا بوسہ لے کر بارش ہی میں سات پھیرے طواف کیا۔[1]

تحائف دینے کا رواج حج پر جانے میں رکاوٹ بن سکتا ہے

سُوال: ہمارے معاشرے میں یہ رواج بھی ہے کہ حج پر جانے والے کو قریبی رِشتہ داروں کے لیے تحائف کا بندوبست کرنا پڑتا ہے، اِس بارے میں راہ نُمائی فرما دیجئے۔[2]

جواب: بعض بے چارے حج کی اِستطاعت رکھنے کے باوجود بھی حج پر نہیں جا پاتے اس لیے کہ اُن کے پاس حج کا خرچہ تو ہوتا ہے مگر رواج کے مُطابق رِشتہ داروں کو تحائف دینے کے لیے خطیر رَقم نہیں ہوتی۔ اگر حج کا خرچہ پانچ لاکھ ہے تو بطورِ مُبالغہ کہوں تو انہیں پندرہ لاکھ درکار ہوں گے کیونکہ نند کو یہ دینا ہے، بھاوج کو وہ دینا ہے، بیٹی کو یہ دینا ہے تو باپ کو وہ دینا ہے۔ ماں اور ساس کو بھی فُلاں فُلاں تحفہ دینا ہے۔ یوں اتنے سارے رواج اس ظالم معاشرے نے ڈال دیئے ہیں کہ

1 ...... ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص۲۰۹ مکتبۃ المدینہ کراچی۔

2 ...... یہ سُوال شعبہ فیضانِ مَدَنی مذاکرہ کی طرف سے قائم کیا گیا ہے جبکہ جواب امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا عطا فرمودہ ہی ہے۔ (شعبہ فیضانِ مدنی مذاکرہ)

لوگ اس ڈر سے حج پر نہیں جا پاتے کہ اگر حج کے لیے جائیں گے تو رَسم و رواج کے مُطابق رِشتہ داروں کو تحائف دینے پڑیں گے ورنہ وہ ناراض ہو جائیں گے اور باتیں بنائیں گے۔ ظاہر ہے جو تحائف کا مُطالبہ کرتے ہیں وہ اچھے لوگ نہیں ہیں اور ان کے شر سے بچنے کے لیے جو کچھ انہیں دیا جائے گا وہ ان کے حق میں رِشوت ہے۔ حج پر جانے والوں سے تحائف لینے کے بجائے خوشی خوشی یہ کہنا چاہیے کہ آپ حج کے لیے جائیں تو ہمیں کچھ مَت دینا اور اگر دینا ہی ہو تو آبِ زَم زَم کا تحفہ دے دینا۔ اگر آبِ زَم زَم کی بوتل بھی نہ دی تب بھی ہماری طرف سے کوئی ناراضگی نہیں ہے۔ اگر ہر رِشتہ دار اس طرح کہہ دے تو تحائف کے بوجھ سے چھٹکارا ملنے کی وجہ سے حج پر جانے والے کے دِل سے دُعائیں نکلیں گی۔

یاد رکھیے! آبِ زَم زَم مانگنے کو کوئی بھی رِشوت نہیں کہے گا اس لیے کہ اس میں کوئی شر والا معاملہ ہی نہیں ہے کیونکہ یہ پانی ہے البتہ عجوہ کھجور لانے کو کہیں گے تو وہ مہنگی ہوتی ہے۔ حاجی قیمتی مُصلے، قیمتی تسبیحات، عجوہ کھجوریں، سوٹ پیس، چاکلیٹ کے پیکٹ اور خُدا جانے کیا کیا لاتے ہیں تو ظاہر ہے اس طرح کی چیزیں عام طور پر بندہ واہ وا کرکے نہیں آہ آہ کرکے دیتا ہے۔

چہرے کے داغ دھبّوں کا روحانی علاج

سُوال: میرے چہرے پر بِلا وجہ کالے دھبّے ہیں۔ میں نے ان کا بہت علاج کروایا ہے مگر فرق نہیں پڑا اس لیے میں بہت پریشان ہوں۔ آپ مجھے ان کا کوئی روحانی علاج بتا دیجیے۔ (SMS کے ذَریعے سُوال)

جواب: لفظِ "بِلا وجہ" تو خیر سُوال کرنے والے کے مُنہ سے نکل گیا ہو گا ورنہ جو بھی مَرض ہوتا ہے اس کی کوئی نہ کوئی وجہ ہوتی ہے۔ "قَدَّرَ اللّٰہُ وَمَا شَاءَ وَفَعَلَ یعنی اللہ پاک نے جیسا مقدر کیا اور جو چاہا وہ ہوا۔" کالے دھبّوں سے بندہ نفسیاتی طور پر پریشان ہوتا ہے ورنہ بعض اوقات دھبّوں سے اتنا مسئلہ ہوتا نہیں ہے۔ آپ اللہ پاک کا شکر اَدا کریں کہ صِرف دھبّے پڑے ہیں، ان سے خون اور پیپ نہیں بہہ رہا اور نہ ہی جلن ہو رہی ہے ورنہ آپ سو نہ پاتے، اللہ پاک نے جیسا کیا بندہ اس پر راضی رہے۔ بے شک علاج کرے مگر کُڑھے نہیں اور نہ ہی اس کے لیے دِل جَلائے۔ اگر دِل جَلانا ہے تو قبر و آخرت اور نزع کی سختیوں سے بچنے کے لیے جَلائے کہ اس میں فائدہ ہے ورنہ داغ دھبّے تو معمولی بات ہے؟ چہرے کا قبر میں کیا انجام ہو گا! بال بکھر جائیں گے، دانت بھی گِر جائیں گے اور صرف اللہ پاک کی رَحمت کام آئے گی۔

بہر حال اس کا روحانی علاج یہ ہے کہ نماز کے بعد ہتھیلیاں پھیلا کر "یَا نُوْرُ" 15 بار پڑھ لیجئے اور پھر ہتھیلیوں پر دَم کر کے اپنے چہرے پر پھیر لیا کیجئے۔ اس کے ساتھ ساتھ نمازیں باجماعت پڑھنے کی پابندی کیجئے۔ اگر تا حُصُولِ مُراد ایسا کرتے رہیں گے تو اللہ پاک اپنے مُبارَک نام "نُوْر" کی بَرَکتوں سے آپ کو نواز دے گا۔ آدمی کو فقط چہرے پر نُور ہی کی فکر کے بجائے دِل چمک اُٹھے اور قبر بھی جگمگاتی رہے اس کی بھی فکر کرنی چاہیے۔ اگر بظاہر چہرہ روشن ہو جیسا کہ سفید چمڑی والے گورے گورے لوگ ہوتے ہیں لیکن دِل کالا کالا ہو تو پھر کیا فائدہ؟ اللہ پاک ہمارے چہروں کو بد نُمائی سے بچائے اور ہمارے دِل بھی نورانی کر دے۔

دِل اپنا چمک اُٹھے اِیمان کی طلعت سے
کر آنکھیں بھی نورانی اے جلوۂ جانانہ (سامانِ بخشش)

حج اور عُمرے میں فرق

سُوال: حج اور عُمرے میں کیا فرق ہے؟

جواب: عُمرے کو حجِ اَصغر کہا جاتا ہے اور عُمرے کے مقابلے میں حج کو حجِ اکبر کہا جاتا ہے[1] لیکن اب مشہور یہ ہے کہ ہم لوگ جمعہ کے دِن ہونے والے حج کو حجِ اکبری کہتے ہیں اور اس میں حرج بھی نہیں ہے[2] ورنہ عُمرے کے مقابلے میں ہر حج حجِ اکبر ہی ہے۔ جب نو ذُوالْحِجَّةِ الْحَرَام جمعہ کو ہو یعنی وُقوفِ عرفہ جمعہ کا ہو تو یہ حج اور دِنوں کے حج کے مقابلے میں 70 گنا افضل ہے اور اس میں 70 حج کا ثواب ملتا ہے۔[3] اس لیے لوگوں نے اسے اکبری حج اور حجِ اکبر کہنا شروع کر دیا ہے ورنہ ہر حج، حجِ اکبر ہے۔ مولانا حسن رضا خان رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں:

نہیں کچھ جمعہ پر موقوف افضال و کرم اُن کے
جو وہ مقبول فرما لیں تو ہر حج حجِ اکبر ہے (ذوقِ نعت)

---

1 ...... مراٰۃ المناجیح، ۴/ ۱۷۹ اضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور۔
2 ...... تفسیر صراط الجنان، پ۱۰، التوبۃ، تحت الآیۃ:۳، ۴/ ۶۲-۶۳ مکتبۃ المدینہ کراچی۔
3 ...... مراٰۃ المناجیح، ۴/ ۱۷۹۔

سُستی کی وجہ سے حج کرنے میں تاخیر کرنا کیسا؟

سُوال: محض سُستی کی وجہ سے حج کرنے میں تاخیر کرنا کیسا ہے؟

جواب: جس پر حج فرض ہو اس کے لیے بِلاوجہ اس کی اَدائیگی میں تاخیر کرنا جائز نہیں ہے۔ حدیثِ پاک میں ہے: جس پر حج فرض ہو اور وہ بغیر حج کیے مَر جائے تو چاہے وہ یہودی ہو کر مَرے یا نصرانی ہو کر۔[1] یعنی اس کے لیے بُرے خاتمے کا خوف ہے۔ حج فرض ہونے کی صورت میں اگر کوئی اور رُکاوٹ نہ ہو تو اسی سال حج کرے۔ حج کرنا تو سعادت کی بات ہے مگر بعض مالدار حج نہیں کرتے اور اُن بے چاروں کا حج کرنے کا ذہن نہیں ہوتا کیونکہ انہیں اس طرح کا ماحول ہی نہیں ملا ہوتا۔

کیا ماں باپ کی بد دُعا اَولاد کے حق میں قبول ہے؟

سُوال: والدین اگر غلطی ہونے یا نہ ہونے پر بد دُعا دیتے ہوں تو کیا اَولاد کے حق میں ان کی بد دُعا قبول ہوتی ہے؟

جواب: ماں باپ کی دُعا اور بد دُعا اَولاد کے حق میں قبول ہے[2] لہٰذا ان کی دُعا لینی چاہیے اور بد دُعا سے بچنا چاہیے۔ جب کوئی قصور ہوتا ہو گا تو ماں باپ غُصّے میں آ کر بد دُعا دیتے ہوں گے ورنہ بے موقع نہیں دیتے ہوں گے۔ ماں باپ کو چاہیے کہ وہ اپنی اَولاد کو صِرف دُعاؤں سے نوازیں اور بد دُعا نہ کریں کہ بے چاری اَولاد کہیں کی نہیں رہے گی۔

قربانی کے جانور کے گوشت کے تین حصّے کرنا

سُوال: قربانی کے جانور کے گوشت کے تین حصّے کیے جاتے ہیں، کیا شریعت میں اِس کی کوئی دَلیل ہے؟

جواب: بہارِ شریعت کے پندرھویں حِصّے میں قربانی کے مَسائل لکھے ہوئے ہیں، اس میں قربانی کے جانور کے گوشت کے تین حصّے کرنے کو مُسْتَحَب لکھا ہے مثلاً بکرا ہے تو اس کے تین حصّے کر لیے جائیں، ایک حصّہ قربانی کرنے والا اپنے اِسْتِعمال میں رکھے، ایک حصّہ رِشتہ داروں میں تقسیم کر دے اور ایک حصّہ غریبوں میں بانٹ دے تو یہ مُسْتَحَب ہے۔[3] اگر پورا

---

1 ...... دارمی، کتاب المناسک، باب من مات ولم یحج، ۲/۴۵، حدیث: ۱۷۸۵ دار الکتاب العربی بیروت۔

2 ...... اَولاد کے حق میں باپ کی دُعا قبول ہے اور بد دُعا بھی، والد سے مُراد ماں باپ دونوں ہیں دادا بھی اِس میں داخل ہے کہ بالواسطہ وہ بھی والد ہے ماں کی دُعا بہت زیادہ قبول ہوتی ہے۔ (مراٰۃ المناجیح، ۳/۳۰۱)

3 ...... فتاویٰ ھندیۃ، کتاب الاضحیۃ، الباب الخامس فی بیان محل اقامۃ الوجب، ۵/۳۰۰ دار الفکر بیروت۔

بکرا خود رکھ لیا یا پورا بکرا بانٹ دیا یا پورا بکرا ایک ساتھ کسی کو اُٹھا کر دے دیا تو یہ سب صورتیں بھی جائز ہیں۔

کیا حوصلہ دیتے ہوئے غیبت سُن سکتے ہیں؟

سُوال: اگر کوئی شخص لڑائی جھگڑوں کی وجہ سے دُکھی ہو تو جب اُسے حوصلہ دیا جائے تو وہ لوگوں کی غیبتوں پر اُتر آئے، کیا اس کا غم ہلکا کرنے کے لیے ان غیبتوں کو خاموشی سے سُن سکتے ہیں کیونکہ اگر اس وقت کہیں گے کہ یہ بات نہ کرو غیبت ہے تو وہ اور زیادہ غُصّے میں آ جائے گا؟ (سوشل میڈیا کے ذَریعے سُوال)

جواب: اگر ظَنِّ غالب ہو کہ مان جائے گا اور غیبت سے باز آئے گا تب تو اسے غیبت سے روکنا واجب ہو جائے گا ورنہ ایسی صورت میں حوصلہ دینے والا غیبت نہ سُنے بلکہ آگے پیچھے ہو جائے، بات بدلنے کی کوشش کرے، گھڑی دیکھے اور بیزاری سے اِدھر اُدھر دیکھے کہ اس سے بھی بعض اَوقات سامنے والا سمجھ جاتا ہے کہ یہ میری بات سُننا نہیں چاہتا تو اس طرح کی کوئی تدبیر اِختیار کرے کہ غیبت سُننے سے بچ جائے۔ اگر اس کو اچھا لگانے کے لیے ہاں میں ہاں کرتا رہا تو پھر گویا حوصلہ دینے والا مَعَاذَ اللہ سیدھا جہنم میں کود رہا ہے۔ یاد رہے! مومن کی غیبت کو روکنا چاہیے اور اسے روکنے میں ثواب ہے۔ [1]

عورت کا اِحرام کی حالت میں مُصَلّے پر نماز پڑھنا کیسا؟

سُوال: عورت کا اِحرام کی حالت میں مُصَلّے پر نماز پڑھنا کیسا ہے؟ نیز اگر کسی عورت کی پہنی ہوئی چادرِ اِحرام کی حالت میں نماز پڑھتے ہوئے سجدے میں چہرے پر لگ جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: مَرد ہو یا عورت دونوں اِحرام کی حالت میں مُصَلّے پر نماز پڑھ سکتے ہیں، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ نیز حالتِ اِحرام میں نہ تو مَرد نے اپنے چہرے پر چادر ڈالنی ہے اور نہ ہی عورت نے، البتہ عورت اِحرام کی حالت میں اپنا سَر ڈھانپے گی جبکہ مَرد نہیں ڈھانپ سکتا تو اب عورت کا نقاب یا اس کا کپڑا ہوا سے اُڑ کر چہرے پر آ گیا جیسا کہ بعض اَوقات مَردوں

---

(1) ...... نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا اِرشاد ہے: جہاں مَردِ مسلم کی ہتکِ حُرمت (یعنی بے عزّتی) کی جاتی ہو اور اس کی آبروریزی کی جاتی ہو ایسی جگہ جس نے اُس کی مدد نہ کی (یعنی یہ خاموش سنتا رہا اور اُن کو منع نہ کیا) تو اللہ پاک اس کی مدد نہیں کرے گا جہاں اسے پسند ہو کہ مدد کی جائے اور جو شخص مَردِ مسلم کی مدد کرے گا ایسے موقع پر جہاں اُس کی ہتکِ حُرمت (یعنی بے عزّتی) اور آبروریزی کی جارہی ہو، اللہ پاک اُس کی مدد فرمائے گا ایسے موقع پر جہاں اسے محبوب (یعنی پسند) ہے کہ مدد کی جائے۔ (ابوداود، کتاب الادب، باب من لیست لہ غیبة، ۴/ ۳۵۵، حدیث: ۴۸۸۴ دار احیاء التراث العربی بیروت)

کا کپڑا ابھی ہوا سے اُڑ کر یا کوئی دوسرا حاجی اپنا اِحرام دُرُست کر رہا ہوتا ہے تو اس کا کپڑا چہرے پر آ جاتا ہے بلکہ میں نے تو باقاعدہ بھیڑ میں بے چارے حاجیوں کے مُنڈے ہوئے سَر چادروں میں پھنستے دیکھے ہیں تو اب چاہے عورت کا نقاب ہوا سے اُڑ کر اس کے چہرے سے لپٹ گیا یا کسی حاجی کے چہرے یا سر پر اس کی اپنی یا دوسرے مُحْرِم کی چادر چپک گئی تو اگر اس چادر سے عورت کے چہرے کا چوتھائی یا اس سے زیادہ حصّہ چُھپ گیا یا حاجی کے چہرے یا سر کا چوتھائی یا اس سے زیادہ حصّہ چُھپ گیا بھلے وہ چند سیکنڈ کے لیے چُھپے تو اس پر ایک کفارہ آئے گا[1] اور کفارے میں صَدَقۂ فطر کی جو رقم بنتی ہو وہ ادا کی جائے گی جیسا کہ اس بار پاکستان میں (2019ء میں) صَدَقۂ فطر کی کم از کم مقدار 100 روپے تھی لیکن اب 100 روپے نہیں چلیں گے بلکہ کفارہ ادا کرتے وقت صَدَقۂ فطر کی جو رَقم بنتی ہو اس کا اِعتبار ہے۔[2] کفارہ حرم میں ادا کرنا افضل ہے۔[3] اور حَرَم سے مُراد صرف مَسْجِدُ الْحَرَام نہیں بلکہ حرم کافی وسیع ہے اور مَسْجِدُ الْحَرَام بھی اس میں داخل ہے تو کفارہ حرم کے فقرا کو دینا افضل ہے اور اپنے وطن میں بھی دے سکتے ہیں۔ یاد رَکھیے! اگر کسی حاجی کی چادر سے دوسرے حاجی کا سر چُھپ گیا تو جس کا سر چُھپا اس پر کفارہ آئے گا نہ کہ جس کی چادر سے چُھپا اس پر اور وہ یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ اس میں میرا کیا قُصور ہے بلکہ اسے کفارہ دینا ہو گا۔

کانوں میں اُنگلیاں ڈالے بغیر اذان دینے سے اذان ہو جائے گی؟

سُوال: کیا کانوں میں اُنگلیاں ڈالے بغیر اذان دینے سے اذان ہو جائے گی؟

جواب: کانوں میں اُنگلیاں ڈال کر اذان دینا یہ اذان کے آداب میں سے ہے۔ کانوں میں اُنگلیاں ڈالنے کی حکمت کتابوں میں یہ لکھی ہے کہ پہلے مَساجد کے مَنارے نہیں ہوتے تھے یہ بعد میں اِیجاد ہوئے اور پھر یوں اونچے اونچے مَنارے بننے لگے تاکہ مؤذن ان مَناروں پر جائے اور اپنے کانوں میں اُنگلیاں ڈال کر اذان دے تاکہ اسے یوں لگے کہ ابھی مجھے آواز مزید بلند کرنی ہے تو آواز بلند کرنے کے لیے کانوں میں اُنگلیاں ڈالی جاتی ہیں لیکن آواز اتنی بلند نہیں کرنی چاہیے کہ اس سے

---

1. فتاویٰ رضویہ، ۱۰/ ۷۵۸ ماخوذاً رضا فاؤنڈیشن لاہور - رفیق الحرمین، ص ۳۰۵ مکتبۃ المدینہ کراچی۔
2. درمختار مع ردالمحتار، کتاب الحج، باب الجنایات، ۳/ ۶۷۱ دار المعرفۃ بیروت۔
3. بہارِ شریعت، ۱/ ۱۱۶۲، حصہ: ۶ مکتبۃ المدینہ کراچی۔

خود کو یا کسی دوسرے کو تکلیف پہنچے۔ چنانچہ ”فیضانِ رَمضان“میں بہارِ شریعت کے حوالے سے لکھا ہے کہ ”مسجد کے باہر قبلہ رو کھڑے ہو کر کانوں میں اُنگلیاں ڈال کر بلند آواز سے اذان دی جائے مگر طاقت سے زیادہ آواز بلند کرنا مکروہ ہے۔“[1] نیز فتاویٰ رضویہ جلد 5 صفحہ نمبر 373 پر ہے: اذان میں اُنگلیاں کان میں رکھنا مَسنُون (یعنی سُنَّت) ومُستَحَب ہے مگر ہلانا اور گھمانا حرکتِ فضول ہے۔ ”مؤذن کانوں میں اُنگلیاں ڈال کر انہیں ہلا رہے ہوتے ہیں حالانکہ یہ طریقہ دُرُست نہیں ہے بلکہ کانوں میں اُنگلیاں ڈال کر انہیں نارمل رکھیں گے اور اوپر نیچے حرکت نہیں دیں گے۔ پہلے مناروں پر کھڑکیاں بنی ہوتی تھیں تو مؤذن دائیں جانب کی کھڑکی سے منہ بالکل باہر نکال کر حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ کہتے تھے اور پھر بائیں جانب کی کھڑکی سے مُنہ باہر نکال کر حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کہتے تھے تاکہ دونوں طرف کی آبادی والوں کو آواز پہنچ جائے۔ اب تو خیر مَناروں پر اذانیں نہیں دی جاتیں اور جب سے مائیک اِیجاد ہوا ہے بظاہر کانوں میں اُنگلیاں ڈالنے اور حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاح پر منہ پھیرنے کی ضَرورت معلوم نہیں ہوتی لیکن جو بزرگوں سے چلا آرہا ہے یا جو اَحادیثِ مُبارکہ میں آیا اس پر عمل کرنا ہوتا ہے لہٰذا ہم اب بھی کانوں میں اُنگلیاں ڈالیں گے اور حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاح پر دائیں بائیں چہرہ پھیریں گے اگرچہ بظاہر مائیک نے کانوں میں اُنگلیاں ڈالنے اور چہرہ پھیرنے کی عِلَّت کو ختم کر دیا ہے، مگر ہمیں اپنی عقل کے گھوڑے دوڑانے کے بجائے وہی کرنا ہے جو کتابوں میں لکھا ہوا ہے۔ یہ بھی ایک طرح سے ہمارا اِمتحان ہے تو ہمیں اپنا یہ ذہن بنانا ہے کہ ”اَسی منڑ والے ہاں، سوچن والے نئیں“ لہٰذا جو شریعت نے کہا اور عُلَمائے حَقّہ نے فرمایا بس وہی دُرُست ہے۔

حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کہتے ہوئے چہرہ پورا گھمانا چاہیے

مؤذن صاحبان حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کہتے ہوئے بعض اوقات پورا چہرہ نہیں گھماتے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کا اکثر حِصّہ پہلے کہہ لیتے ہیں اور پھر چہرہ گھماتے ہیں تو ایسا نہیں کرنا بلکہ پورا چہرہ گھما کر حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کہنا ہے۔[2] اِسی طرح نماز میں سلام پھیرتے ہوئے بھی لوگ پورا چہرہ نہیں گھماتے؟ آجکل

---

1. ...... بہارِ شریعت، ۱/ ۴۶۸-۴۷۰ ملتقطاً۔

2. ...... درمختار، کتاب الصلاۃ، باب الاذان، ۲/ ۶۶۔

لوگوں کی گردن اکڑی ہوئی ہوتی ہے۔ سَلام پھیرتے وقت چہرہ بالکل کندھے کی سیدھ میں اِس طرح گھمانا ہے کہ پیچھے نماز پڑھنے والے کو آپ کا گال نظر آجائے۔ لوگ شاید اِس وجہ سے چہرہ نہیں گھماتے ہوں گے کہ گردن میں دَرد ہو جاتا ہو گا حالانکہ یہ بہترین ورزش ہے اس سے گردن کو فائدہ ہو گا بلکہ کبھی کبھی نماز کے علاوہ بھی دائیں بائیں چہرہ گھماتے رہنا چاہیے کہ اِس سے گردن کی اکڑن دُور ہوتی ہے۔ اگر آپ (دعوتِ اسلامی کی مجلس کورسز کے تحت ہونے والا) سات دِن کا "فیضانِ نماز کورس" کرلیں گے تو اِنْ شَآءَ اللہ یہ باتیں سیکھ لیں گے لہٰذا یہ کورس سب کو کرنا چاہیے مگر اس کے لیے بھی لوگوں کی منّتیں کرنا پڑتی ہیں۔ اگر یوں کہیں کہ جو سات دِن کا "فیضانِ نماز کورس" کرے گا اسے روزانہ 1200 روپے دِہاڑی (اُجرت) ملے گی تو سارے بے روزگاروں کی لائن لگ جائے گی۔ ہم 1200 روپے نہیں دیں گے البتہ سات دِن تک تین ٹائم کھانا کھلائیں گے اور اس کا کوئی پائی پیسا نہیں لیں گے۔ یاد رہے! اگر 12 اسلامی بھائی سات دن کا کورس کریں تو ان پر پچاس ہزار روپے خرچ آتا ہے کیونکہ مُعَلِّمِین کے اِجارے ہوتے ہیں اور پھر لائٹیں پنکھے وغیرہ کا خرچہ بھی ہوتا ہے لیکن ہم آپ سے فیس نہیں مانگتے، آپ یہ کورس کرنے کے لیے آجائیں۔ اگر آپ کورس کرنے والے سب اسلامی بھائیوں کا خرچہ اُٹھانا چاہیں تو اُٹھا سکتے ہیں۔ عاشقانِ رَسول ہی اس کورس کا خرچہ اُٹھاتے ہیں اور اس کے لیے فنڈ جمع کرتے ہیں۔

حاجیوں کا اسٹریچر کو اپنے کمرے میں لے جا کر رکھ لینا کیسا؟

سُوال: حج کے موقع پر معذور حاجیوں کے لیے اسٹریچر کرسی کا اِہتمام کیا جاتا ہے تو اسے اپنے کمرے میں لے جا کر رکھ لینا کیسا ہے حالانکہ وہ وقف کی کرسی ہوتی ہے؟

جواب: کسی چیز پر مالکانہ قبضہ اور ہوتا ہے اور اُسے عارضی طور پر اپنے اِستعمال میں لینا اور ہوتا ہے تو جو چیز جس مَد میں دی جاتی ہے وہ اُسی مَد میں اِستِعمال کی جا سکتی ہے اور اُسے کسی دوسری مَد میں یا کسی دوسرے عُنوان پر اِستِعمال کرنے میں منع اور ناجائز کی صورتیں ہوتی ہیں مثلاً کسی نے مسجد کے لیے کرسی وقف کی اور کہا کہ یہ نمازیوں کے لیے ہے تو اب کوئی کہے کہ میں اس پر بیٹھ کر مَدَنی مذاکرہ سُنوں گا تو وہ نہیں سُن سکتا کیونکہ وقف کرنے والے نے اس بات کی صَراحت کر دی تھی کہ یہ کرسی نمازیوں کے لیے ہے۔ جب ہمارا عالمی مَدَنی مَرکز فیضانِ مدینہ کے لیے کُرسیاں لینے کا اِرادہ بنا تو میں نے

اسلامی بھائیوں کو یہ سمجھا دیا تھا کہ ہمیں فیضانِ مدینہ کے لیے کُرسیاں اس طرح لینی ہیں کہ ان پر بیٹھ کر نمازی نماز بھی پڑھ سکیں، مَدَنی مذاکرہ بھی سُن سکیں، تلاوت بھی کر سکیں، اِجتماع میں بیان بھی سُن سکیں اور جب فیضانِ مدینہ میں اجلاس یا مَدَنی مشورے ہوں تو ان میں بھی یہ کُرسیاں اُٹھا کر لائی جا سکیں تو یہ سب باتیں بتا کر کسی پارٹی سے کُرسیاں لینی ہیں اور پھر اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ایسا ہی کیا گیا۔ اب اگر کسی نے اسٹریچر کو صرف مریضوں کے لیے وقف کیا ہو تو ظاہر ہے پھر مریض ہی اس پر سوئے گا اور اُسے اس پر اُٹھایا جائے گا، شاید اسٹریچر عارضی ہوتا ہے اسے اُٹھا کر لے جاتے ہیں اور اُٹھا کر لے آتے ہیں اور غالباً یہ کسی اور کام کا ہوتا بھی نہیں ہے اور ایسا بھی نہیں ہے کہ پلنگ کی طرح اس کے پائے ہوں اور آدمی اس پر سو جائے۔ بہر حال جو چیز جس مَد میں وقف کی گئی ہو وہ اسی مَد میں اِسْتِعمال کی جائے گی۔

مَساجد کے کارپیٹ امام یا مؤذن کے کمرے میں بچھانا

مَساجد کے کارپیٹ اُٹھا کر بعض اوقات امام یا مؤذن کے حجرے میں یا اِدھر اُدھر بچھا دیئے جاتے ہیں تو یوں ان کا غلط اِسْتِعمال ہو رہا ہوتا ہے۔ یاد رہے کہ اگر کسی نے مسجد یا نمازیوں کے لیے کارپیٹ وَقف کیا تھا تو اب اُسے امام یا مؤذن کے کمرے کی زینت بنانا گناہ اور ناجائز ہو گا۔ یوں ہی اسے گھر لے جا کر اس پر نماز نہیں پڑھ سکتے کیونکہ وہ مسجد کے لیے وقف ہے تو مسجد میں ہی اس پر نماز پڑھی جائے گی۔ عام طور پر ہر جگہ وَقف کی چیزوں کا غَلَط اِسْتِعمال ہو رہا ہوتا ہے کیونکہ لوگوں کو وقف کے شرعی مَسائل معلوم نہیں ہوتے اور اگر کوئی بتائے تو قبولِ حق کا ذہن بھی نہیں ہوتا لہٰذا اگر آپ کسی مؤذن صاحب کو بتائیں گے کہ وقف کا کارپیٹ حجرے میں بچھانا دُرست نہیں تو ہو سکتا ہے کہ وہ آپ سے اُلجھنا شروع کر دے، البتہ یہ بات بھی یقینی نہیں ہے کہ مؤذن صاحب کے حجرے میں مسجد کا ہی کارپیٹ بچھا ہوا ہو۔ عین ممکن ہے کہ جس نے کارپیٹ وقف کیا ہو اس نے خود ہی وقف کرتے ہوئے یہ اِجازت دے دی ہو کہ اس کارپیٹ کو مسجد میں بچھاؤ یا امام صاحب کے حجرے میں یا مدرسے میں میری طرف سے اِجازت ہے یا پھر مسجد کی اِنتظامیہ نے کارپیٹ وقف کرنے والے سے کہا ہو کہ ہم اس کا یوں یوں اِسْتِعمال کریں گے اور اس نے ہاں کہہ دیا ہو جیسا کہ ہم نے فیضانِ مدینہ کی کُرسیوں کے اِسْتِعمال کے حوالے سے اِجازت لی ہوئی ہے تو اب مسجد کے علاوہ بھی کارپیٹ کا اِسْتِعمال جائز ہو جائے گا۔ یاد رکھیے!

مسجد کے کارپیٹ کو مدرسے میں بھی نہیں بچھا سکتے جبکہ اسے مسجد ہی کے لیے وقف کیا گیا ہو۔

وقف کی چیزوں پر مالکانہ قبضہ کرنے کا شرعی حکم

سُوال: وقف کی چیزوں پر مالکانہ قبضہ کرنا کیسا ہے؟

جواب: وقف کی چیز پر مالکانہ قبضہ کرنا یا کسی شخص کی چیز چھین کر بطورِ غصب یا اس سے چُھپا کر بطورِ چوری کے مالکانہ قبضہ کر لینا قطعی حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔ جو لوگ مَساجد اور مدارس چلاتے ہیں ان کے لیے وَقف کے مَسائل سیکھنا ضَروری ہیں ورنہ وہ بے چارے کئی کاموں کو ثواب سمجھ کر کرتے ہوں گے اور حقیقت میں وہ گناہ ہوتے ہوں گے۔ ایک اَلمیہ یہ بھی ہے کہ انہیں نہ تو شرعی مَسائل کی معلومات ہوتی ہیں اور نہ ہی اتنا جَذبہ و حوصلہ ہوتا ہے کہ کسی کے بتانے پر اپنی غَلَطی سُن سکیں۔ بعض بڑی عمر کے لوگوں کو سمجھایا جائے تو وہ بالکل نہیں سنتے اور غُصے میں آ کر کہنے لگتے ہیں کہ میاں تمہیں مسئلہ سُنے ابھی جمعہ جمعہ آٹھ دِن ہوئے ہیں ہم بھی مَسائل جانتے ہیں تو یوں بے چارے کام سے چلے جاتے ہیں اور اگر یہی اَنداز کوئی مولانا اِختیار کرتا ہے تو وہ بھی کام سے گیا۔ یاد رکھیے! بزرگی کا تعلق عمر سے نہیں عِلم سے ہوتا ہے کہ "بُزُرگی بہ عقل است نہ بہ سال یعنی بزرگی عِلم و عقل سے ہوتی ہے نہ کہ سال سے" تو پتا چلا بڑھاپا بزرگی نہیں لاتا بلکہ عِلم اور تقویٰ بزرگی لاتا ہے یہاں تک کہ اگر کسی جگہ 100 سال کے 1000 لوگ جمع ہوں اور وہاں ایک نوجوان عالِم بھی ہو تو ان سے یہی نوجوان عالِم افضل ہے کہ عِلم کی وجہ سے اسے بزرگی ملی ہوئی ہے۔ اِسی طرح "تونگری بہ دِل است نہ بہ مال یعنی جو دِل کا مالدار ہے حقیقت میں وہی مالدار ہے" ورنہ تو قارون بھی مالدار کہلاتا تھا لیکن اس کا دِل مالدار نہیں تھا۔ پھر اس کا کیا انجام ہوا؟ وہ اپنا مال لے کر ابھی تک زمین میں دھنس رہا ہے اور اس کا مال اس کے سر پر بوجھ بنا ہوا ہے۔ قارون کی ذِلّت و رُسوائی کا واقعہ قرآنِ کریم میں موجود ہے کہ اس نے حضرتِ سَیِّدُنا موسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی گستاخی کی تھی جس کی وجہ سے تباہ و بَرباد ہو گیا۔ (1)

---

(1) ...... قارون کا واقعہ اور دِیگر قرآنی واقعات تفصیل سے پڑھنے کے لیے مَکْتَبَۃُ الْمَدِیْنَہ کی دِلچسپ کتاب "عَجَائِبُ الْقُرْآن مَعَ غَرَائِبُ الْقُرْآن" کا مُطالعہ کیجیے۔ (شعبہ فیضانِ مَدَنی مذاکرہ)

بار بار سرزد ہونے والے گناہ سے کس طرح بچا جائے؟

سُوال: اگر کوئی گناہ بار بار سرزد ہو رہا ہو تو اس گناہ سے کس طرح بچا جا سکتا ہے؟(سوشل میڈیا کے ذَریعے سُوال)

جواب: توبہ کرتے وقت گناہ پر شرمندگی ہو، اپنے گناہ کا اِقرار ہو اور عزمِ مُصَمَّم (پختہ اِرادہ) ہو کہ آئندہ میں نے یہ گناہ نہیں کرنا تو یہ سچی توبہ ہے اور اِنْ شَآءَ اللہ قبول ہے۔ توبہ کرتے وقت یہ فائنل تھا کہ اب یہ گناہ نہیں کرنا لیکن بعد میں بتقاضائے بشریت پھر اس گناہ میں پھنس گیا اور پھر سچی توبہ کی مگر بے چارہ پھر اس گناہ میں پھنس گیا تو اس طرح چاہے وہ روزانہ 100 یا 500 یا 1000 مَرتبہ توبہ کرے اس کی توبہ قبول ہے۔ اگر توبہ کرتے وقت ذہن تَذَبْذُب کا شکار ہو کہ بچ تو نہیں سکوں گا، پھر پھنس جاؤں گا یا میں بڑا کمزور ہوں گناہ سے بچنے کی کوشش کر کے دیکھتا ہوں اور توبہ کر لیتا ہوں تو یہ سچی توبہ نہیں ہے بلکہ اگر کوئی اس نیت سے توبہ کر رہا ہے کہ دوبارہ گناہ کروں گا تو اسے حدیثِ پاک میں اللہ پاک سے ٹھٹھا اور مذاق مسخری کرنا قرار دیا گیا ہے[1] کہ اس طرح توبہ کرنے والا گویا اللہ پاک سے مذاق کر رہا ہے کہ میں تیری نافرمانی نہیں چھوڑوں گا مگر تو مجھے معاف کر دے۔ اس بات کو آپ اس دُنیوی مثال سے یوں سمجھ سکتے ہیں کہ آپ نے کسی کو چانٹا مارا اور کہا: بہت مَعْذِرَت چاہتا ہوں مگر دوسرے چانٹے کے لیے بھی تیار رہنا کہ دوسرا ابھی ماروں گا تو اس طرح معافی مانگنے سے وہ کہاں معاف کرے گا؟ بندہ اسی صورت میں سیٹ ہو گا جب آپ نے اسے چانٹا مار دیا تو اب آپ اس کے سامنے عاجزی کریں، نرمی سے پیش آئیں، ہاتھ جوڑیں اور اس کے پاؤں کو ہاتھ لگا کر کہیں کہ مجھے معاف کر دو! میں اب کبھی آپ کو انگلی بھی نہیں لگاؤں گا تو اس طرح معافی مانگنے سے اس کے دِل میں آپ کی جگہ بن سکے گی، ورنہ اگر آپ اس سے کہیں کہ میں دوبارہ بھی ماروں گا اور ابھی تو صرف چانٹا مارا ہے بعد میں لات بھی ماروں گا لہٰذا سنبھل کر رہنا! تو اس طرح وہ آپ کو کبھی معاف نہیں کرے گا۔

قربانی کس پر واجب ہے؟

سُوال: گھر میں دو کمانے والے ہیں جو تقریباً 20 ہزار تک کماتے ہیں کیا ان پر قربانی واجب ہو گی؟

---

1 ...... شعب الایمان، باب فی معالجۃ کل ذنب بالتوبۃ، ۵/۴۳۶، حدیث: ۷۱۷۸۔

جواب: 20، 30 ہزار کا مسئلہ نہیں ہے اس طرح تو لوگ ایک لاکھ بھی کماتے ہوں گے اور پوری کی پوری رقم خرچ ہو جاتی ہو گی۔ کوئی 10 ہزار میں گزارا کرلیتا ہو گا اور کسی کا دس لاکھ میں بھی گزارا مشکل ہوتا ہو گا، کسی کے پاس آج کا کھانا ہو گا تو کل کا نہیں ہو گا، کل کا ہو گا تو پرسوں کا نہیں ہو گا لہٰذا کتنا کماتا ہے یہ بنیاد نہیں ہے بلکہ بنیاد یہ ہے کہ 10 ذُوالْحِجَّةِ الْحَرَام کی صبحِ صادق (سے لے کر 12 ذُوالْحِجَّةِ الْحَرَام کے غروبِ آفتاب تک) کے وقت میں جو غنی ہو یعنی ضَروریات کے علاوہ اس کے پاس نصاب[1] کے برابر رقم وغیرہ موجود ہو اور قرض میں گِرا ہوا بھی نہ ہو تو قربانی واجب ہو گی۔[2]

چھوٹی بچی کو ہاف آستین والی قمیص پہنانے کا شرعی حکم

سُوال: کیا چھوٹی بچی کو ہاف آستین والی قمیص پہنا سکتے ہیں؟

جواب: کتنی چھوٹی بچی ہے؟ آج کل 25 سال کی جوان لڑکیوں کو یتیم کہہ کر ان کی شادیاں کروائی جارہی ہوتی ہیں حالانکہ 25 سال والے یتیم نہیں ہوتے، یتیم صرف نابالغی کی عمر تک ہوتے ہیں۔[3] بلوغت کے بعد ان کے لیے یتیم کی اِصطلاح ختم ہو جاتی ہے اور لڑکا بھی بالغ ہونے کے بعد یتیم نہیں کہلاتا۔[4] بہرحال اگر واقعی دو چار سال کی بچی ہے تو اس کو ہاف آستین والی قمیص پہنانے میں حرج نہیں۔

---

1 ...... قربانی کا نصاب یہ ہے کہ ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے 52 تولہ چاندی ہو یا ساڑھے 52 تولہ چاندی کے برابر رقم ہو یا بیچنے کا اتنا سامان ہو جو ساڑھے 52 تولہ چاندی کی رقم کو پہنچ جائے یا گھر میں ضرورت کے علاوہ اتنا سامان رکھا ہے جو ساڑھے 52 تولہ چاندی کی رقم کو پہنچ جاتا ہے یا یہ سب ملا کر ساڑھے 52 تولہ چاندی کی رقم کو پہنچ جائیں تو اس صورت میں قربانی واجب ہو جائے گی۔

(فتاویٰ ھندیۃ، کتاب الاضحیۃ، الباب الاول فی تفسیرھا و رکنھا، ۵/۲۹۲- بہارِ شریعت، ۳/۳۳۳، حصہ:۱۵)

2 ...... یہ ضَرور نہیں کہ دَسویں ہی کو قربانی کر ڈالے، اس کے لیے گنجائش ہے کہ پورے وَقت میں جب چاہے کرے لہٰذا اگر ابتدائے وَقت میں (10 ذُوالْحِجَّہ کی صبح) اس کا اَہل نہ تھا وُجوب کے شرائط نہیں پائے جاتے تھے اور آخر وَقت میں (یعنی 12 ذُوالْحِجَّہ کو غروبِ آفتاب سے پہلے) اَہل ہو گیا یعنی وُجوب کے شرائط پائے گئے تو اُس پر واجب ہو گئی اور اگر ابتدائے وَقت میں واجب تھی اور ابھی (قربانی) کی نہیں اور آخر وقت میں شرائط جاتے رہے تو (قربانی) واجب نہ رہی۔ (بہارِ شریعت، ۳/۳۳۴، حصہ:۱۵)

3 ...... دُرِّمختار، کتاب الوصایا، باب الوصیۃ للاقارب وغیرھم، ۱۰/۴۱۶۔

4 ...... مراٰۃ المناجیح، ۵/۱۱۳۔

سَدِّ سکندری کہاں ہے؟

سُوال: سِکَنْدَر ذُوالْقَرْنَین نے دُنیا کی سب سے بڑی اور مضبوط دیوار بنائی تھی، یہ دیوار کہاں ہے اور یہ کیوں بنائی گئی تھی؟

جواب: سِکَنْدَر ذُوالْقَرْنَین[1] کی بنائی ہوئی دیوار سَدِّ سِکَنْدَری کے نام سے مشہور ہے، سَدِّ سِکَنْدَری دیکھی نہیں جاسکتی یہ بہت بڑی اور موٹی دیوار ہے۔[2] یاجُوج مَاجُوج روزانہ اس دیوار کو چاٹتے ہیں جب یہ تھوڑی باقی رہ جاتی ہے تو کہتے ہیں کہ باقی کل کریں گے، جب اگلے دِن آتے ہیں تو یہ پہلے کی طرح مکمل دُرست ہو چکی ہوتی ہے۔ قُربِ قیامت میں ایک دِن یہ دیوار چاٹ کر جانے لگیں گے تو کہیں گے اِنْ شَآءَ اللّٰه ہم کل آکر یہیں سے کام شروع کریں گے۔ اگلے دِن آئیں گے تو اِنْ شَآءَ اللّٰه کہنے کی وجہ سے ان کو یہ دیوار ویسی ہی ملے گی جیسی چھوڑ کر گئے تھے اب یہ اس کو مزید چاٹ کر اس میں شِگاف کر دیں گے اور دیوار ٹوٹ جائے گی[3] پھر یاجُوج مَاجُوج باہر آکر دُنیا میں قتل و غارت کریں گے۔

سِکَنْدَر ذُوالْقَرْنَین نے کہا: ﴿فَاَعِیْنُوْنِیْ بِقُوَّةٍ﴾ (پ۱۶، الکھف: ۹۵) ترجمۂ کنزالایمان: "تو میری مدد طاقت سے کرو۔" یعنی سِکَنْدَر ذُوالْقَرْنَین نے اس قوم سے مدد طلب کی کہ دیوار بنانے میں تم اپنی طاقت سے میری مدد کرو۔ اِس آیتِ کریمہ سے بھی ہمارے عُلَمائے کِرام کَثَّرَھُمُ اللّٰهُ السَّلَام اللّٰه پاک کے سِوا کسی اور سے مدد مانگنے کا جواز ثابت کرتے ہیں۔

مسجد سے گھڑی ملی تو کیا کرے؟

سُوال: مجھے مسجد سے ہاتھ میں پہننے والی گھڑی ملی ہے اگر کوئی یہ گھڑی لینے نہ آئے تو کیا میں اسے پہن سکتا ہوں یا اس کو بیچ کر اس کی رَقم مدرسے یا مسجد میں لگا سکتا ہوں؟ (ایک مؤذن صاحب کا سُوال)

---

1 ...... ذُوالْقَرْنَین کا نام "سکندر" ہے۔ یہ حضرتِ خضر عَلَیْهِ السَّلَام کے خالہ زاد بھائی ہیں۔ حضرتِ خضر عَلَیْهِ السَّلَام ان کے وزیر اور جنگلوں میں علمبردار رہے ہیں۔ یہ حضرت سام بن نُوح عَلَیْهِ السَّلَام کی اَولاد میں سے ہیں اور یہ ایک بڑھیا کے اکلوتے فرزند ہیں۔ حضرت اِبراہیم خَلِیْلُ اللّٰه عَلَیْهِ السَّلَام کے دَستِ حق پرست پر اِسلام قبول کر کے مدتوں اُن کی صحبت میں رہے اور حضرت ابراھیم خَلِیْلُ اللّٰه عَلَیْهِ السَّلَام نے ان کو کچھ وصیتیں بھی فرمائی تھیں۔ صحیح قول یہی ہے کہ یہ نبی نہیں ہیں بلکہ ایک بندۂ صالح ہیں جو وِلایت کے شرف سے سرفراز ہیں۔

(تفسیر صاوی، پ۱۶، الکھف: ۸۳، ۴/۱۲۱۴ دار الفکر بیروت - عجائب القرآن مع غرائب القرآن، ص ۱۶۳ مکتبۃ المدینہ کراچی)

2 ...... تفسیر خازن، پ۱۶، الکھف، تحت الآیۃ: ۹۶، ۳/۲۲۵ دار الکتب العربیۃ الکبری مصر۔

3 ...... ترمذی، کتاب التفسیر، باب و من سورۃ الکھف، ۵/۱۰۴، حدیث: ۳۱۶۴۔

جواب: یہ گھڑی لُقَطہ ہے۔[1] اس کے بارے میں اِعلان کریں یا پھر مسجد ہی میں اس طرح کی تحریر لکھ کر لگادیں کہ ”مجھے وُضو خانے یا فُلاں جگہ سے فُلاں تاریخ کو اتنے بجے گھڑی ملی ہے جن صاحب کی ہو وہ نشانی بتا کر لے لیں“ اگر کوئی آکر نشانی بتاتا ہے اور آپ مطمئن ہوتے ہیں تو اسے دے دیجیے، یوں وہ گھڑی مالک تک پہنچ جائے گی۔ اگر کافی وقت گزرنے کے بعد کوئی لینے نہیں آتا اور آپ کو کسی کے آنے کی اُمید بھی نہیں رہتی تو اس کا مسئلہ یہ ہے کہ اگر آپ خود غریب، مسکین یا شرعی فقیر ہیں یعنی زکوٰۃ کے مستحق ہیں تو وہ گھڑی خود رکھ سکتے ہیں ورنہ کسی شرعی فقیر کو دے دیجیے۔[2] نیز کسی مسجد یا مدرسے میں بھی دینے کی اِجازت ہے۔[3]

”گِری پڑی چیز“ کا اُٹھانا کب ”غَصْب“ کے حکم میں ہو گا؟

سُوال: سائل گھڑی اُٹھا چکے ہیں اگر اُٹھاتے وقت ان کی یہ نیت نہیں تھی کہ مالک تک پہنچادوں گا بلکہ خود رکھنے کی نیت تھی تو اب کیا حکم ہو گا؟ (مفتی صاحب کا سوال)

جواب: اگر گِری پڑی چیز اپنے ذاتی اِستعمال کے لیے اُٹھائی تو یہ غَصْب کی صورت بنے گی[4] جس طرح ڈاکو کسی کا مال چھینتا ہے تو سخت گناہ گار ہوتا ہے اور اس پر توبہ فرض ہونے کے ساتھ ساتھ مالک کو تلاش کرنا بھی واجب ہوتا ہے اسی طرح خود رکھنے کی نیت سے گِری پڑی چیز اُٹھانے والے پر بھی یہی کچھ واجب ہو گا۔ مالک کے ملنے کی اُمید ختم ہونے کے بعد یہ گھڑی خود نہیں رکھ سکتے نہ مسجد میں دے سکتے ہیں بلکہ اب کسی شرعی فقیر یعنی مستحقِ زکوٰۃ کو ہی دینی ہو گی۔

---

1 ...... لُقَطہ اُس مال کو کہتے ہیں جو پڑا ہوا کہیں مل جائے۔ (درمختار، کتاب اللقطة، ۴۲۱/۶)

2 ...... مُلْتَقِط (گِری پڑی چیز اٹھانے والے) پر تشہیر لازم ہے یعنی بازاروں اور شارعِ عام اور مساجد میں اتنے زمانہ تک اِعلان کرے کہ ظنِّ غالب ہو جائے کہ مالک اب تلاش نہ کرتا ہو گا۔ یہ مدت پوری ہونے کے بعد اُسے اِختیار ہے کہ لقطہ کی حفاظت کرے یا کسی مسکین پر تَصَدُّق کر دے۔ مسکین کو دینے کے بعد اگر مالک آگیا تو اسے اِختیار ہے کہ صَدَقہ کو جائز کر دے یا نہ کرے اگر جائز کر دیا ثواب پائے گا اور جائز نہ کیا تو اگر وہ چیز موجود ہے اپنی چیز لے لے اور ہلاک ہو گئی ہے تو تاوان لے گا۔ یہ اِختیار ہے کہ مُلْتَقِط سے تاوان لے یا مسکین سے، جس سے بھی لے گا وہ دوسرے سے رُجوع نہیں کر سکتا۔ (فتاویٰ ہندیة، کتاب اللقطة، ۲۸۹/۲)

3 ...... فتاویٰ رضویہ، ۲۳ / ۵۶۳ ماخوذاً۔

4 ...... درمختار، کتاب اللقطة، ۴۲۷/۶۔

فہرست

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

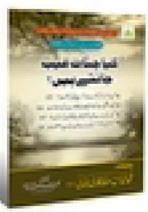
نیک نَمازی بننے کیلئے

ہر جُمعرات بعد نَمازِ مغرب آپ کے یہاں ہونے والے **دعوتِ اسلامی** کے ہفتہ وار سُنّتوں بھرے اجتماع میں رضائے الٰہی کیلئے اچھی اچھی نیّتوں کے ساتھ ساری رات شرکت فرمایئے ❁ سنّتوں کی تربیت کے لئے **مَدَنی قافلے** میں عاشقانِ رسول کے ساتھ ہر ماہ تین دن سفر اور ❁ روزانہ **"فکرِ مدینہ"** کے ذریعے **مَدَنی اِنعامات** کا رسالہ پُر کرکے ہر مَدَنی ماہ کی پہلی تاریخ اپنے یہاں کے ذِمّے دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لیجئے۔

میرا مَدَنی مقصد: "مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کرنی ہے۔" اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ۔ اپنی اصلاح کے لیے **"مَدَنی اِنعامات"** پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لیے **"مَدَنی قافلوں"** میں سفر کرنا ہے۔ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ









ISBN 978-969-631-642-8
0125728

فیضانِ مدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، بابُ المدینہ (کراچی)
UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 2650 / 1144
Web: www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net
Email: feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net